Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Islamic law and Oriental philosophy: A comprehensive diversion of ideological evolution (A special study of Hallaq's thoughts)

اسلامی قانون اوراستشراقی فکر، نظریاتی تغیر وارتقاءکاناقدانہ جائزہ(حلاق کے افکارکا خصوصی مطالعہ)

Dr. Abdul Basit
Founder & Chairman Muslim Research Scholars Organization/Faculty Member, department of Islamic Studies Virtual University of Pakistan
basit.zafar@vu.edu.pk

Sadia Shabbir
PhD scholar, Department of Islamic studies GC University Faisalabad
sadiashabbir825@gmail.com

Javeed Iqbal
PhD Scholar Department of Islamic Studies, BZU Multan

Abstract

Islam's practical teachings include a comprehensive scientific and research narrative for society and individual transformation. The rule of law is the key to societies' overall well-being. In accordance with divine directives, the establishment and growth of Islamic civilization was accomplished during the time of the last Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). The practical implementation of these laws led to all further advancements. The greatest attempts were made to cast doubt on the origins and applicability of the same rule starting in the colonial era by orientalists. Sheldon Amos, Ignac Goldziher, Joseph Schacht, Black Macdonald, N. J Coulson, Shelomo Dov Goitein, Norman D.

CC BY

Anderson and Wael Hallaq are all well-known characters in this series. The change and evolution of their views on Islamic law is an undeniable fact. It is crucial to conduct research on Islamic law and international law given the increasing issues facing contemporary states. The failure of human-made international rules to uphold justice and peace at the UN level, along with the influence of colonialism preventing modern Muslim governments from implementing Islamic law, is another reason why the number of Western experts studying Islamic law is rising. Western scholars are currently dealing with two issues: on the one hand, the failure of modern laws has become evident, while on the other hand, the experience of Islamic laws is becoming inevitable. As a result, Western academics and researchers have turned their attention to Islamic law, and their theories are always evolving. Within this framework, this article provides a synopsis of the conceptual evolution and advancement of orientalists, particularly the modern orientalist Wael Hallaq, who have worked on Islamic law.

Keywords: Islamic law, Development, Application, Transformation, Advancement, Evolution, Variation

تعارف

ریسرچ آرٹیکل ،، **قدیم وجدید معاندین اسلام کی فکری مماثلت** ،، میں مستشرقین وتحریک استشراق کے تعارف وتاریخ کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس میں علوم اسلامیہ کے مختلف شعبہ جات کے نامور مستشرقین کی فہرست بھی مرتب کی گئی ہے۔ آرٹیکل کے آخر میں حسب ذیل تین تجاویز پیش کی گئی ہیں:

> ،، بحث کا خلاصہ تین بنیادی نتائج کی شکل میں مرتب ہوتا ہے۔ یعنی طلوع اسلام کے وقت جدید استشراقی فکر معاندین ومخالفین اسلام کی شکل میں اہل کتاب، مشرکین وملحدین اور دیگر کفار کے روپ میں موجود تھی۔ اور قرآن نے اس کا مکمل رد کر دیا تھا۔ اس لیے قرآن کا جوابی بیانیہ استشراق کے رد

میں حرف آخر ہے۔ دوسری اہم بات یہ سامنے آئی کہ اٹھارہویں صدی سے تحریک استشراق نے منظم ومربوط انداز اختیار کیا۔استشراق کے اس منظم کام کا اشاریہ مرتب کرنے کی ضرورت ہے ۔تیسری اہم بات یہ کہ مستشرقین کے ردعمل میں مسلم علماء کاجوابی بیانیہ سامنے آیا۔جس کے مختلف زبانوں میں اشاریے مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ان اشاریوں کے مرتب ہونے سے تمام مواد کاریویو،اورباہم تقابل وتجزیہ کیاجاسکتاہے جس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہے کہ مستشرقین کے جملہ اعتراضات اورشبہات کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔اوران سب کے جواب میں قرآنی بیانیہ ہی مسلمہ امر ہے،،[1]

زیر تحقیق آرٹیکل انہی مجوزہ تحقیقی پراجیکٹس کا حصہ ہے۔قرآن وحدیث پر ہونیوالے استشراقی کام پر تحقیق سے قبل اسلامی قانون پر ہونیوالے استشراقی کام پر تحقیق کا آغاز کرنااس لیے مناسب ہے چونکہ قرآن وحدیث اسلامی قانون کے مصادر ہیں اس لیے اسلامی قانون پرکام کے دوران ہی ان دونوں مصادر پر استشراقی کام کوضمناشامل کیاجاسکتاہے۔دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ موجودہ قومی ریاستی دور میں جہاں لا قانونیت وطاقتور کی اجارہ داری بڑھ رہی ہے وہاں نظریاتی طورپر،،**اسلامی قانون کی عملی حیثیت**،،واضح کرناضروری بھی ہے اور آسان بھی۔ مستشرقین کی متغیر افکار توہر شعبہ میں سامنے آرہی ہیں لیکن مغرب میں اسلامی قانون وسیاست عصرحاضر کاخاص تحقیقی موضوع بن چکاہے۔اس لیے اس پر مکالمہ ناگزیر ہے۔

اسلامی قانون اور معروف مستشرقین

قدیم مستشرقین اسلامی قانون کے مصادر کومشکوک قراردیتے تھے اورانہیں انسانی ارتقائی وتدریجی عمل سے تعبیر کرتے تھے اور قدیم روایتی قانون قراردیتے ہوئے ناقابل عمل سمجھتے تھے۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مستشرقین کی فکر میں بھی تغیر رونماہواہے۔جدید مغربی علماء یہ بات تسلیم کررہے ہیں کہ ان کے ہاں اسلامی قانون کو سمجھنے میں غلط فہمیاں موجودہیں۔ جیساکہ معاصر مستشرق وائل حلاق نے ان لفظ میں اس بات کااظہار کیاہے:

"Our bookstores are crowded with titles about Islam, mostly negative and nearly always concerned with "Islamic violence."[2]

جہاں تک اسلامی قانون کے مصادر کے تاریخی وتدریجی ارتقائی عمل کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں بھی انہیں احساس ہو چکا ہے کہ مغربی معاشرے میں اسلامی قانون پر ہونیوالا کام ناکافی ہے۔اس کا اظہار بھی وائل حلاق نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

> "An index of the state of scholarship on the law that, to date, there has not been a single volume published that offers a history of Islamic law during the first three or four centuries of its life." [3]

عصر حاضر میں جدید قوانین کی ناکامی کے سبب ایک اخلاقی (مذہبی) قانون معاشرے کی ناگزیر ضرورت تسلیم کرنے کے باوجود اسلامی قانون کی اطلاقی صورتحال کو مشکوک قرار دیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سیاسی واستعماری اثرات قرار دیے جاتے ہیں۔اس سلسلہ میں بھی وائل حلاق کے الفاظ اہمیت کے حامل ہیں وہ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "Subjected to critical scrutiny in Europe for over a century, Islamic law could only disappoint. It could never match up to any version of European law. It was seen as ineffective, inefficient, even incompetent. It mostly applied to the "private" sphere of personal status, having early on "divorced" itself from "state and society." [4]

حلاق نے اپنی کتاب Introduction to Islamic law جو کہ ان کی تصنیف Sharia کا خلاصہ کہی جاسکتی ہے اس میں بھی یہی حقیقت تسلیم کرتے ہوئے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے:

> "This book attempts to correct misconceptions about Islamic law, first by giving a brief account of its long history and then by showing that what happened to it during the last two centuries made it what it has become."[5]

مغربی علماء کی یہ آخری کوشش معلوم ہوتی ہے جو اسلامی قانون سے مخالفت سے نکل کر مفاہمت پر منتج ہوتی ہے چونکہ اب وہ خود جدید پراجیکٹ میں نئی تعبیرات کے لیے مسلم فکر کو حصہ بننے کی ضرورت محسوس کررہے ہیں یہاں تک کہ وائل حلاق واضح الفاظ میں اس کے داعی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"The political forms which may arise in truly post-Enlightenment cultures will be those that shelter and express diversity that enable different cultures, some but by no means all or even most of which are dominated by liberal forms of life, different worldviews, and ways of life, to coexist in peace and harmony".[6]

حلاق اپنی کتاب Impossible State میں واضح طور پر نئے پراجیکٹ میں مسلم کردار کی اہمیت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"it must be stated once and for all that the argument of this book rests on the premise that a creative reformulation of the Shari'a and Islamic governance may be one of the most relevant and constructive ways to reshape the modern project, one that is in dire need of moral reconstitution".[7]

اسلامی قانون کے ارتقاء سے متعلق حلاقی فکر دیگر مستشرقین سے مماثلت رکھتی ہے۔ جبکہ اطلاق سے متعلق ان کی فکر اس ضرورت کا واضح اظہار ہے کہ اسلامی قانون کے اطلاق کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیے بغیر اسلامی قانون پر نقد مبنی بر انصاف نہیں ہے۔ بلکہ اقوام عالم کو جدید پراجیکٹ پر مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ نہ تو یہاں وسائل ایک طبقہ کے لیے ہیں اور نہ ہی ان پر اجارہ داری کسی کا حق ہے۔ حلاق رقم طراز ہیں۔

"Dwelling together on earth in peace is certainly a tall order, perhaps another modern Utopia, but subjecting modernity to a restructuring moral critique is the most essential requirement not only for the rise of Islamic governance but also for our material

and spiritual survival. Islamic governance and Muslims have no monopoly over crisis." [8]

مستشرقین کی فکر کا یہ تغیر اسلامی قانون کی اطلاقی قوت وتاریخی وارتقائی تسلسل واستحکام اور اس کے زندہ وجاوید حیات بخش پیغام ہونے پر مہر ثبت کرتا ہے۔ اسلامی قانون کے ناگزیر ہونے کی ضرورت قدیم وجدید مستشرقین کے نظریات کے تغیر کی تفصیل سے بآسانی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں صرف معروف مستشرقین کو بطور خاص اپنی تحقیق کا حصہ بنایا جاسکتا ہے۔ آٹھ مستشرقین شیلڈون[9]، گولڈز[10]، شاخت[11]، اینڈرسن[12]، کوہلسن[13]، گائٹن[14]، بلیک میکڈونلڈ[15] اور وائل حلاق[16] اسلامی قانون پر کام کرنے کے سلسلہ میں بہت معروف ہیں۔ ان تمام مستشرقین کے نظریات میں درج ذیل اشتراکی پہلوؤں پر متفرد و متغیر افکار سامنے لائے جاسکتے ہیں:

اسلامی قانون پر رومن قانون کے اثرات

اس سلسلہ میں اگرچہ تمام مستشرقین کا بنیادی مقصد اسلامی قانون کو انسانی قانون ثابت کرنا ہوتا ہے اس لیے دیگر قوانین کے زیر اثر قرار دیا جاتا رہا ہے شیلڈون نے اپنی کتاب History and Principles of the civil law of Rome میں بالخصوص اس مقدمہ کی بنیاد رکھی[17] اور مابعد تمام مستشرقین کی تحریروں میں تسلسل سے یہ تاثر موجود رہا ہے۔ حلاق کے ہاں بھی یہ تائثر موجود ہے۔[18]

اسلامی قانون کے مآخذ کی تفصیل

شیلڈون نے رومن لاء سے اسلامی قانون کو ماخوذ قرار دیا جبکہ مابعد گولڈزیہر اور شاخت نے اسلامی قانون کو تاریخی وارتقائی عمل سے تعبیر کیا لیکن قرآن کے بارے میں کوئی مستند ایسی حقیقت بیان نہ کرسکنے کے سبب ان کا زیادہ تر زور حدیث اور سنت کی قانونی حیثیت کو مجروح کرنے پر رہا حلاق نے مذکورہ بالا تین مستشرقین کی تحقیقات سے بھرپور استفادہ کیا اور فارمیٹو پیریڈ میں قانون کے ارتقاء سے متعلق معمولی اختلاف رائے کے ساتھ اسلامی قانون کے تین تاریخی وارتقائی ماخذ قرار دیے وہ اپنی کتاب The Origins and Evolution of Islamic Law کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"This book, covering more than presents an important account of how Islam developed its own law while drawing on ancient Near Eastern legal cultures, Arabian customary law, and Quranic reform".[19]

OPEN ACCESS

تفصیلات کے مطابق بھی وائل حلاق کی یہ مکمل کتاب اسلامی قانون کا تاریخی وارتقائی تصور پیش کرتی ہے۔ جس میں مذکورہ بالا تین طرح کے مصادر کی تفصیل موجود ہے۔

اصطلاحات فقہ واصول الفقہ

فقہی اصطلاحات پر سب سے بہتر کام حلاق کا ملتا ہے ماقبل مستشرقین نے محض مفروضوں پر عمل کیا جبکہ وائل حلاق نے قدرے بہتر تحقیقی کام پیش کیا ہے تاہم ان کے ہاں ان فقہی اصطلاحات کے ارتقاء کا آغاز امام شافعی نے کیا۔ لیگل تھیوریز کا اضافہ ان کے بعد ہوا اور مقاصد الشریعہ کی بنیاد امام غزالی نے رکھی۔[20] حلاق کے ان خیالات کا حوالہ موجود نہیں ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے افکار کی بنیاد اس کا ذاتی استدلال ہے۔

متفرق اصطلاحات پر تبصرہ

مستشرقین نے کئی طرح کی خودساختہ اصطلاحات بھی مرتب کی ہیں اور کئی پہلے سے موجود اصطلاحات کو نئے انداز میں بیان کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اور یہ نیا کام ان کے نزدیک تحقیق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلا وائل حلاق ریاست[21] حکومت[22] فقہ[23] اور اصول الفقہ کی نئی تعبیر وتشریح کے لیے نئی اصطلاحات کا اضافہ کرتا ہے مثلا فارمیٹو پیریڈ کو دو حصوں میں تقسیم کرکے انہوں نے استشراقی فکر میں ایک نیا اضافہ کیا ہے۔[24]

فقہا پر تنقید کا جائزہ

مستشرقین کے ہاں سب سے زیادہ نقد امام شافعی پر رہا ہے یہ نقد شیلڈون وگولڈزیہر کے بعد شروع ہوا جو جدید استشراقی فکر میں تغیر وارتقاء کا نتیجہ تھا۔ ان کی کتاب الرسالہ کی حیثیت مجروح کرنے کی کوشش کی جاتی رہی اسے فقہ وحدیث کے موضوعات پر مفروضات کی بنیاد پر پرکھا جاتا رہا لیکن خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ حلاق نے بااعتبار موضوع اسے اصول حدیث کی کتب میں شمار کیا ہے اور امام شافعی کو معتزلہ وحنفاء کے مقابل روایتی فکر یعنی حدیث کے نظریہ کے علمبردار کے طور پر پیش کیا ہے۔[25] اور تصور سنت کو عرب قبائلی روایتی تصور قرار دیا ہے جس کی بنیاد ایک سیکولر نظریہ پر رکھی مابعد تصور حدیث نے اسے مذہبی شناخت دی۔[26]

فارمیٹو پیریڈ کے ارتقائی مراحل کی تفصیل : فارمیٹو پیریڈ کے وقت کے تعین میں مستشرقین کے ہاں اختلاف رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اسلامی قانون کو انسانی ارتقائی عمل سے تعبیر کرنا ہے ورنہ اسلامی قانون کے مصادر کی تکمیل کا وقت بالکل معین ہے۔ ان مصادر کی تفہیم واطلاق کا تسلسل ایک فطری عمل ہے جس میں مسلم فقہاء کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ حلاق نے اس سلسلہ میں

CC BY

جوزف شاخت سے بالخصوص اختلاف کیا ہے اور اس پیریڈ کے تعین کے لیے قانون کے ارتقاء کے دو مرحلے بنا دیے ہیں۔ اور اسی بنیاد پر ہی اس کی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "Until recently, it has been thought that this period ended around the middle of the third century H (ca. 860 AD), when, following Joseph Schacht's findings, we thought that the all-important legal schools, as personal juristic entities, had come into existence and that, again after Schacht, Islamic law and legal theory had come of age. More recent research, however, has shown that Schacht's findings were largely incorrect and that the point at which Islamic law came to contain all its major components must be dated to around the middle of the fourth/tenth century, an entire century later than had originally been assumed." [27]

حلاق نے اس پیریڈ سے متعلق تین طرز کی تھیوریز بیان کی ہیں:

1. Conventional Theory
2. Traditional Theory
3. Evolutionary Theory

حلاق خود Evolutionary Theory کے علمبردار نظر آتے ہیں۔[28] جس کے مطابق اسلامی قانون کا ارتقائی عمل تاریخی طور پر 350-450 سال تک کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ جس کے دو مرحلے قرار دے کر پہلے مرحلے میں Essential Traits کے ارتقاء کی تکمیل کا نظریہ پیش کرتے ہے جبکہ دوسرے مرحلے میں Accidental Traits کے ارتقاء کی تکمیل کا نظریہ پیش کرتے ہے۔ حلاق کا یہ منفرد تصور ہے جو دیگر مستشرقین کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اگر اسے اسلامی قانون کے حقیقی پہلو کے اعتبار سے حلاق بیان کرتے تو حقیقت کے قریب ہوتا۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قانون کے ارتقاء و عمل کے تمام پہلو نمایاں تھے۔ مابعد جو کچھ بھی ہوا وہ اسلامی قانون کی تفہیم واطلاق تھا۔ حلاق یہاں تاریخی و تدریجی ارتقاء کا تصور دے کر اسلامی قانون کی الہامی حیثیت کو مشکوک قرار دیتا ہے اور اسے تاریخی و تدریجی ارتقائی عمل سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کے لیے بطور مثال "حرمت وحد خمر" کی اسلامی رولنگ کا عمل پیش کیا جاسکتا ہے۔ وائل حلاق نے "حرمت

CC BY

وحد خمر" کو اسلامی قانون کا ایک "ارتقائی عمل" قرار دیا ہے۔ جس میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد فاروقی تک تین مرحلے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں:

1. "حرمت خمر" ازروئے قرآن
2. "نفاذ حد خمر" عہد صدیقی میں
3. "نفاذ حد خمر" عہد فاروقی میں

پہلے مرحلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتدریج اسے حرام قرار دیا اور بحوالہ قرآن چار مقامات پر اس کا ذکر ہے۔[29] حرمت خمر پر حد کا نفاذ عہد نبوی میں بھی ہوا[30] حلاق نے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1. "وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًاۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"[31]
2. "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَاۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ"[32]
3. "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ"[33]
4. "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[34]
5. "وحدثنا ابو بكربن ابي شيبة ، حدثنا عبد الله بن نمير. ح وحدثنا ابن نمير، حدثنا ابي ، حدثنا عبيد الله ، عن نافع ، عن ابن عمر، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: " من شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في الآخرة إلا ان يتوب."[35]
6. "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فِيْ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ"......"ثُمَّ أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فِيْ الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ"[36]

امام شوکانی نے ترمذی ونسائی کی مذکورہ بالا روایت منسوخ قرار دی ہے۔ اور اس میں ابو دواد کی روایت کے الفاظ "ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ وَرَفَعَ الْقَتْلَ" کا اضافہ کیا ہے۔ ابو دواد کی روایت کو اگر ترجیح دی جائے اور دیگر روایات بھی قرآن کی طرز پر بتدریج حد سزا کے تعین کے لیے وارد ہوئی ہوں تو چالیس اور اسی کا عدد اصحاب نے طے کیا۔[37] گویا کہ کوڑوں کی تعداد کے تعین پر محض اجتہاد کیا گیا۔ اور یہ اجتہاد مبنی بر قرآن وسنت ہی ہے۔ اور اسی پر اجماع ہوا۔ گویا کہ اجتہاد بطور ماخذ اسلامی قانون کے ارتقاء میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اور اجتہادی کاوش انسانی کاوش ہی ہے۔ اس طرح تو اسلامی قانون کے مکمل ارتقاء کی بنیاد فہم انسانی قرار نہیں پاتا؟ یہیں سے وائل حلاق جیسے مفکرین کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ اور وہ اسلامی قانون کے ارتقائی عمل کو انسانی ومتغیر قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ

OPEN ACCESS

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی تناظر میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اجتہادی صورت میں کوئی بھی حکم آیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سنت یا حدیث ہی ہو۔ حکم ربانی، قرآن کریم پر ہی قائم ہوتی ہے اور اس کی اصل قرآن میں اجمالا یا تفصیلا ضرور بیان ہوتی ہے اور پھر فہم انسانی کا ارتقاء بذات خود وحی ربانی یعنی قرآن کریم کو مطلوب ہے۔ اسی بناء پر ہی یہ دین اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے سرچشمہ ہدایت قرار دیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں عہد صدیقی میں 40 کوڑے سزا کا نفاذ ہوا اور یہ رولنگ وائل حلاق نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی ہے۔ تیسرے مرحلے میں عہد فاروقی میں اسی کوڑے سزا کا نفاذ ہوا یہ رولنگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ پورے فارمیٹو پیریڈ میں حرمت و حد خمر کی مکمل تفصیلات میں اضافہ ہوتا گیا۔ وائل حلاق اسے اسلامی قانون میں تغیر و ارتقاء کے تصور سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی قانون میں ارتقاء کا تصور مبنی بر تغیر نہیں ہے اور نہ ہی محض انسانی فہم کے ارتقاء کا عمل ہے بلکہ مستحکم اسلامی قانون کے نفاذ میں تدریج ہے۔ جو ہر حوالے سے مبنی بر وحی (قرآن) ہی ہے۔ پس واضح ہوا کہ سزا کی رولنگ (کوڑوں کی متعین تعداد کی صورت میں) عہد صدیقی میں نافذ ہوئی تو اس کی بنیاد قرآن و سنت و اجتہاد تھے نا کہ اصحاب یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل۔

مستشرقین کے پرائمری و سیکنڈری سورسز

تمام مستشرقین کے پرائمری و سیکنڈری سورسز نا قابل اعتماد ہیں۔ اپنے ما قبل علماء کے انداز میں بات کرتے ہیں اسلامی مصادر یا پرائمری سورسز کا فہم و ادراک نہیں رکھتے تاہم ان تمام مستشرقین میں حلاق کو یہ انفرادی حیثیت حاصل ہے کہ اسے پرائمری سورسز کا قدرے بہتر فہم حاصل ہے چونکہ وہ فلسطینین امریکن ہونے کے سبب عربی لغت پر دسترس رکھتے ہیں اس لیے اس کے مصادر دیگر مستشرقین کی نسبت قدرے بہتر ہیں لیکن نتائج اخذ کرنے میں اس کی تحقیقات پر بھی ما قبل مستشرقین کی آراء سے جزوی اختلاف کے ساتھ مکمل اثرات پائے جاتے ہیں اس سلسلہ میں حلاق کی درج ذیل عبارت بطور حوالہ پیش کی جاسکتی ہے۔

> "It was in the Hejazi cities of Mecca and Yathrib later renamed Medina– that a man called Muhammad came forward to proclaim a new religion with a political order at its center. By the time of his death in 11/632, he had left behind a small state and clear notions of justice, but with under- developed ideas of law and an even less developed judiciary. Soon, how- ever, Islam was to conquer lands east and west, ranging from western China to the Iberian Peninsula. Along with this territorial

expansion, the new religion generated a full-fledged, sophisticated law and legal system in the short span of the three-and-a-half centuries that followed its inception" [38].

بظاہر وائل حلاق کی یہ عبارت اسلامی قانون اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بہت بڑا اعتراض ہے۔ لیکن تحقیقی معیار پر دیکھا جائے تو یہ قدیم مستشرقین وغیر مسلم افکار کا ہی نیا انداز ہے۔ حلاق کے اپنے ہی لٹریچر میں ان سوالوں کے جواب کے لیے اچھا خاصا مواد موجود ہے۔ اسلامی قانون کا ارتقاء انسانی معاشرے کے لیے انسانی مزاج ونفسیات کے مطابق ایک زندہ وجاوید حیات بخش پیغام کی صورت میں ہوا اور اس کی تکمیل عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی اس کی عملی تشکیل ایک تدیجی عمل ہے اس حقیقت کو سمجھے بغیر فقہ واصول الفقہ کے ارتقائی عمل کو سمجھنا ناممکن ہے جس کے نتیجے میں اسلامی قانون کی حقیقت سے عدم واقفیت واضح ہوتی ہے اور اسے محض انسانی کاوش سمجھا جاتا ہے۔ خلفاء راشدین وفقہا کی تمام کاوشیں الہامی پیغام کے فہم واطلاق کے لیے تھیں اور جس کا راستہ خود اسی پیغام نے عطا کیا تھا۔ مختصر یہ کہ بطور پرائمری وسینکڈری سورسز اصول الفقہ کا ارتقاء ایک تدریجی عمل ضرور ہے لیکن اس کی بنیاد اور ان اصطلاحات کا فروغ بھی عہد اول سے ہی ملتا ہے اور بطور لٹریچر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء ارشدین کی مختلف عمال کی بالخصوص خلیفہ ثانی کی قاضی شریح کی طرف جاری کردہ ہدایات، سے اثبات ملتا ہے۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قانون کے مختلف تصورات سے متعلق مستشرقین کی فکر مسلسل ارتقاء وتغیر کے عمل سے گزر رہی ہے اور اس کا حتمی وفطری حل اسلامی قانون کو اس کے فطری حقائق کے مطابق سمجھنا ہے یعنی اسلامی قانون اور اس کے مصادر کو وہی حیثیت دینا جو کہ فطری طور پر ان مصادر کو حاصل ہے۔ اور ان مصادر کے ارتقائی عمل میں بھی انسانی فطری تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ہے اور سب سے اہم چیز اسلامی قانون کی اطلاقی صورتوں کو غیر مشروط طور پر یقینی بنانا ہے اور ذاتی انسانی مفادات کو پس پشت ڈالنا ہے۔ تبھی اس کے اطلاق کے حقیقی مقاصد ونتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

CC BY

[1] Abdul Basit, Intellectual similarities between ancient and modern opponents of Islam in the Quranic context, (VOL. 11 NO. 01(2023) , p.148.

[2] Wael B. Hallaq, An Introduction to Islamic Law, Cambridge University Press, 2009, p.01

[3] Wael B. Hallaq, The Origins and Evolution of Islamic law, Cambridge University Press, 2004, pp.1-2.

[4] Wael B. Hallaq, Sharia, Theory, Practice and Transformation, Cambridge University Press, 2009, p.02.

[5] Hallaq, An Introduction to Islamic Law, Cambridge University Press, 2009, p.01

[6] Hallaq, The Impossible State: Islam, Politics, and Modernity's Moral Predicament, Columbia University Press, New York,2013, p.170

[7] Hallaq, Impossible State, p.172

[8] Hallaq, Impossible State, p.170

[9] Sheldon Amos, History and Principles of the civil law of Rome, Kessinger Publishing, January 17, 2007.

[10] Ignac Goldziher, Introduction to Islamic Theology and law, Princeton University Press, New Jersey, April 1, 1981

[11] Joseph Schacht, Origins of Muhammadan Jurisprudence, Oxford University Press, London, 1950.

[12] Norman D. Anderson, Islamic law in Modern World, New York University Press, 1959.

[13] N. J Coulson, A history of Islamic law, Oxford University Press, London, April 15, 2011.

[14] Shelomo Dov Goitein, Studies in Islamic History and institutions, brill, 21 oct 2009.

[15] Black Macdonald, Development of Muslim theology, Jurisprudence, and constitutional theory, Lawbook Exchange, Ltd. December 3, 2009.

[16] Wael B. Hallaq, Sharia (Theory, Practice, Transformation), Cambridge University Press,2009

[17] Sheldon Amos, History and Principles of the civil law of Rome, Kessinger Publishing, January 17, 2007.

[18] Hallaq, Origins, p.1-28

[19] Hallaq, Origins, p.01

[20] Hallaq, History of Islamic Legal Theories, Cambridge University Press, 1997, p30-90
[21] Hallaq, Introduction to Islamic law, p.02
[22] Ibid
[23] Hallaq, Introduction to Islamic law, p.15
[24] Hallaq, Origins, p.5-7
[25] Hallaq, History of Islamic Legal Theories, p.30-100

[26] Hallaq, Sharia (Theory, Practice, Transformation), Cambridge University Press,2009, pp.35-70. / Hallaq, Origins, pp.20-50.
[27] Hallaq, Origins, p.2-3.

[28] Hallaq, History, p. vii
[29] It is natural way for prohibition from wrongdoing.
[30] It is exactly the ruling in the light of The Quran.
[31] Al-Nahal, 16:67
[32] Al-Baqarah, 02:219.
[33] Al-Nisa, 04:43.
[34] Al-Maydah, 05:90.
[35] Sahi Muslim: 5222
[36] It is narrated by Tirmidhi and Nasai.
[37] These are the references given below about ruling and teachings about drinking: Sunan Abu Dawod, 3673
صحیح البخاری/المظالم 21 (2464)، تفسیر سورة المائدة 10 (4617)، 11 (4620)، الأشربة 2 (5580)، 3 (5582)، 11 (5583)، 12 (5584)، أخبارالآحاد 1 (7253)، صحیح مسلم/الأشربة 1 (1980)، (تحفة الأشراف: 292)، وقد أخرجه: سنن النسائی/الأشربة 2 (5543)، موطا امام مالک/الأشربة 5 (12)، مسند احمد (183/2، 189، 227) (صحیح)، حیح مسلم/الأشربة 8 (2003) سنن الترمذی/الأشربة 1 (1861)، سنن النسائی/الأشربة 46 (5676، 5677)، (تحفة الأشراف: 7516)، وقد أخرجه: صحیح البخاری/الأشربة 1 (5575)، سنن ابن ماجه/الأشربة 1 (3377)، مسند احمد (19/2، 22، 28، 35، 198، 123) سنن الدارمی/الأشربة 3 (2135) (صحیح)۔
[38] Hallaq, The origins and evolution of Islamic law, Cambridge University Press, 2004, Page.08.